المؤسس شیخ الکاملین امام الواصلین امیر ملت حضرت مولانا

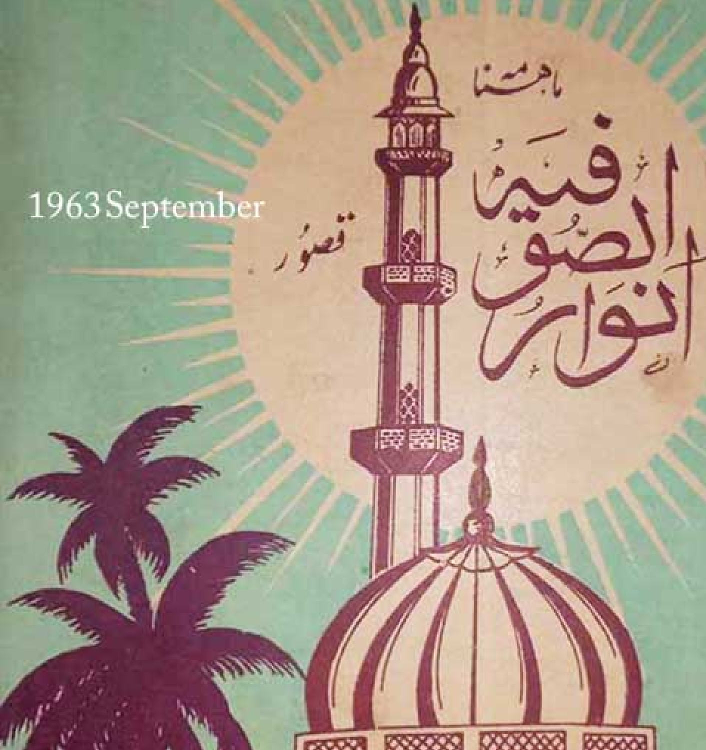
الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

قصور

1963 September



مدیر اعلیٰ

غلام رسول گوہر

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور



انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا

رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر

میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں

جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیضِ روحانی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ علامہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

بسرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالیجناب مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم

بظلِ حمایت زبدۃ العارفین معین الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا

دینی مذہبی شریعت و طریقت کا علمبردار صوفیائے کرام کی جان اور علمائے امت کا مرغوبِ قلب رسالہ

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

ستمبر ۱۹۶۳ء مطابق صفر ربیع الاول ۱۳۸۳ھ

جلد ۵۶ | شمارہ ۱

— نگران —

منبعِ رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری!

— مدیر معاون —

مولانا عبدالعزیز مرتضائی قصوری

مقامِ اشاعت

کوٹ عثمان خاں قصور (ضلع لاہور پاکستان)

اس شمارے میں

بدلِ اشتراک

سالانہ چندہ -/۵ روپے
معاونین کرام سے -/۲۰ روپے
سرپرست حضرات سے -/۳۰ روپے
فی کاپی : ۵۰ پیسے

مولانا
حضرت صابر براری
کراچی

سلطانِ مدینہ

اے شمس جو خورشیدِ فارانِ مدینہ ہے | وہ نورِ خدا ماہِ کنعانِ مدینہ ہے
یہ وسعتِ دو عالم اک خوانِ مدینہ ہے | مخلوقِ خدا ساری مہمانِ مدینہ ہے
والفجر کی ہے صورت والشمس کی ہے طلعت | نورانی مرقع یہ سلطانِ مدینہ ہے
سینہ ہے مدینہ اور ہے وادیٔ سینا دل | آنکھوں میں نہاں شہرِ خوبانِ مدینہ ہے
ہر آن ہے انوار و رحمت کی جہاں بارش | وہ گنبدِ خضرا ہے ایوانِ مدینہ ہے
وہ بادۂ کوثر کے محتاج نہیں واللہ | جن جن کی نگاہوں میں عرفانِ مدینہ ہے
وہ عالمِ امکاں ہو یا عالمِ عرفاں ہو | ہر سمت رواں بحرِ فیضانِ مدینہ ہے
ہو مجھ کو تمنا کیوں جنت کی تری ضو والا | جب پیشِ نظر اپنے بستانِ مدینہ ہے
جس کے تنِ اقدس پہ مکھی نہ کبھی بیٹھی | وہ نورِ مجسم ہے انسانِ مدینہ ہے
حجاج چلو دیکھیں روضہ شہِ والا کا | جو کعبہ کا کعبہ ہے اور جانِ مدینہ ہے

بس اس کے سوا کوئی حسرت نہیں صابر!
ارمانِ مدینہ تھا ارمانِ مدینہ ہے!

نعت شریف

نتیجۂ فکر :- شاعرِ ملت سیّد مختار علی صاحب مختارؔ اجمیری ۔ کراچی

(۱) "مصحفِ نور" لئے رحمتِ عالم آئے
تیرگی چھٹنے لگی ، نورِ مجسّم آئے

(۲) "مطلعِ نور" پہ جب نورِ مجسّم آئے
خیر مقدم کو ستارے کئے سرخم آئے

(۳) عیدِ میلاد کے نغمے ہیں زباں پر جاری
صحنِ کعبہ میں شہِ عرشِ معظّم آئے

(۴) حسنِ اخلاق کا بے مثل مرقع بن کر
فخرِ انسانیت و نازشِ آدم آئے

(۵) دیکھ یوسف بھی سلامی ہیں درِ احمد پر
اے زلیخا شہِ خوبانِ دو عالم آئے

(۶) کیوں نہ دنیا میں مسرت کی فضائیں چھائیں
ناتواں ، بے کس و مجبور کے ہمدم آئے

(۷) جو سنائیں گے ہمیں غیب کی خبریں پیہم
رازِ قدرت کے زمانہ میں وہ محرم آئے

(۸) سربسجدہ نہ ہوں کیوں اہلِ زمیں اہلِ فلک
کعبۂ کون و مکاں قبلۂ عالم آئے

(۹) آج جبریل کے لب پہ یہ سخن جاری ہے
جن کی عظمت ہے دو عالم میں مسلّم آئے

(۱۰) ابنِ مریم کی بشارت کا سراپا پیکر
آمنہ بی ، کے دلارے شہِ عالم آئے

آمدِ شہ کی ندا آتے ہی مختارؔ نہ پوچھ
نعت کے نغمے زباں پہ مری پیہم آئے

نعت شریف

جناب قاضی شمس الدین صاحب شمسؔ مہاجر جھول

خلد تو ملتے ملے گا یہ بتائے کوئی
کوئے محبوب کو کیوں چھوڑ کے جائے کوئی

مل گئے دونوں جہاں بیٹھے بٹھائے واللہ
تیرے کوچے سے نہ اب مجھکو اٹھائے کوئی

خود کھنچے جاتے ہیں وہ جو ہیں بلائے جاتے
منتظر میں بھی تو ہوں کاش بلائے کوئی

ہم نے رکھا ہے انہیں دل میں چھپائے اپنے
اس طرف اب کوئی دیکھے نہ آئے کوئی

بس گئے جب سے مرے دل میں مدینے والے
میری نظروں میں نہ اب اور سمائے کوئی

زندگی ہجر میں کٹتی کوئی آسان نہیں
دردِ دل میرا انہیں جا کے سنائے کوئی

مغفرت اس کے گناہوں کو نہ کیوں دھو ڈالے
یادِ احمد میں اگر اشک بہائے کوئی

ذرّے ذرّے میں ترے نور کا جلوہ دیکھے
شمس کی طرح اگر دل کو جلائے کوئی

فریاد

بحضورِ سیّد الاسیادِ قطبُ الارشادِ فردُ الافرادِ اعلیٰ حضرت رفیع الدرجت سیّدنا و مولانا محی الدین عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ .....

حضرت قمرؔ یزدانی پنوانہ ضلع سیالکوٹ

ستاتی ہے تمہاری یاد یا غوث
کبھی سُن لو مری فریاد یا غوث

تمہیں ہو نازشِ اقطابِ عالم
تمہیں ہو سیّد الاسیاد یا غوث

ہے تم سے رونقِ بزمِ ولایت
ہے تم سے یہ جہاں آباد یا غوث

مریدی لاتخف کا دے کے مژدہ
ہر اک غم سے کرو آزاد یا غوث

بلادُ اللہ مُلکی تحت حکمی
مجھے ازبر ہے یہ ارشاد یا غوث

زیارت سے مشرف مجھ کو کیجئے
ہے مدت سے یہ دل ناشاد یا غوث

جو ہو جائے یہ دل مسکن تمہارا
یہ ویرانہ بنے بغداد یا غوث

اَغثنی بحقِ اے غوثِ دوراں
ہے ہر سو جور و استبداد یا غوث

ہدایت کے لئے اک بار آؤ
جہاں ہے مائلِ الحاد یا غوث

مصائب میں ہیں یہ اہلِ جہاں سب
تمہیں سے طالبِ امداد یا غوث

ستاتا ہے یہ دورِ کفر ساماں
بلا لو جانبِ بغداد یا غوث

کرو اک بے نوا کی دستگیری!
قمرؔ ہے کشتۂ بیداد یا غوث

محی الدین سید عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سید ابو محمد عبدالقادر کی ولادت باسعادت رمضان المبارک ۴۷۰ھ میں ایران کے ایک علاقے جیلان میں ہوئی۔ آپ کے والد گرامی ابو صالح ایک متقی اور خدا ترس انسان تھے جن کا سلسلہ نسب براہِ راست حضرت حسن رضی سے ملتا تھا۔ آپ کی والدہ محترمہ ایک نامور بزرگ عبداللہ سامانی کی دختر نیک اختر تھیں اور شہید کربلا حضرت حسین کے سلسلہ نسب سے منسلک تھیں۔

ابتدائی زندگی

آپ بچپن ہی سے متین، خاموش طبع اور غور و فکر کے عادی تھے۔ طبیعت کا یہ رجحان آپ کو جلد تصوف کی وادی میں لے گیا اور آپ روحانی تجربات کے مرحلوں سے گزرنے لگے۔ اٹھارہ برس کی عمر کو پہنچے تو شراب علم کی لذت اور نیک بندوں کی صحبت کا اشتیاق آپ کو کشاں کشاں بغداد لے گیا۔ بغداد اس زمانے میں ہر قسم کے علم و فن کا مرکز تھا۔ اور تشنگانِ علم دُور دراز سے یہاں آ کر اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ آپ کے علم و عرفان کی بدولت آپ کو "غوث الاعظم" کا خطاب ملا جس کے معنی ہیں سب سے بڑا غوث۔ تصوف کی رو سے روحانیت، رحم و کرم اور ایثار میں پیغمبر کے بعد سب سے بڑا درجہ غوث کا ہے۔ ہمارے عہد کی ایک ممتاز شخصیت نے آپ کو صدیقین کے زمرہ میں شمار کیا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو "صدیقین" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان صاحب نے اپنی اس رائے کی بنیاد ایک ایسے واقع پر رکھی ہے جو حضرت عبدالقادر جیلانی کے پہلے سفر بغداد کے دوران رونما ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ جب آپ سفر پر روانہ ہونے لگے تو آپ کی والدہ محترمہ نے اسی اشرفیاں ان کے جبے کی آستین میں سی دیں تاکہ مشکل کے وقت کام آئیں۔ روانگی کے وقت ماں نے یہ نصیحت کی "بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا! خواہ کچھ ہو جائے۔" فرمانبردار بیٹے نے ماں کی نصیحت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا اور ایک قافلے کے ساتھ بغداد روانہ ہو گیا۔ جب قافلہ ہمدان کے قریب پہنچا تو اس پر ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے حملہ کر دیا۔ اور کارواں کی تمام متاع لوٹ لی۔ آپ چونکہ بظاہر تہی دست نظر آتے تھے اس لئے کسی ڈاکو نے سرسری طور پر پوچھا، "لڑکے! تمہارے پاس کچھ ہے" آپ نے بلا جھجک

جواب دیا۔" ہاں! میرے پاس اسی اشرفیاں ہیں جو میری والدہ نے آستین میں سی دی تھیں" ڈاکو یہ سن کر حیران و ششدر رہ گیا کیونکہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ کوئی شخص اس طرح سچ بول سکتا ہے۔ چنانچہ وہ آپکو اپنے سردار کے پاس لے گیا، سردار نے آستین کھول کر دیکھی تو اسی اشرفیاں موجود تھیں، سردار نے کہا "تم یہ دولت آسانی سے بچا سکتے تھے۔ اتنا سچ بولنے کی کیا ضرورت تھی" اس کے جواب میں حضرت عبدالقادر نے فرمایا :۔

" میں نے اپنی والدہ سے وعدہ کیا ہے کہ ہمیشہ سچ بولوں گا۔ میں تحصیل علم کے لئے جا رہا ہوں پہلے مرحلے ہی میں جھوٹ بولتا تو حقیقی علم حاصل کرنے کی منزلیں کس طرح طے ہوتیں ؟ یہ سن کر ڈاکوؤں کا سردار زار و قطار رونے لگا۔ کہا جاتا ہے کہ ڈاکوؤں کا سردار حضرت عبدالقادر جیلانی کا پہلا مرید بنا، یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ آپ کو "صدیقین" کے زمرے میں کیوں شمار کیا جاتا ہے۔

بغداد میں تحصیل علم

اس باصفا اور راست باز طالب علم نے بغداد میں حصول تعلیم کے دوران بہت سختیاں جھیلیں۔ اپنی خداداد قابلیت کی بنا پر آپ نے بہت جلد تمام مروجہ علوم پہ عبور حاصل کر لیا۔ لیکن ابھی آپ کی روحانی تشنگی باقی تھی۔ طالب علمی کے زمانہ میں بھی آپ ریاضت و مجاہدہ کیا کرتے تھے۔ کئی کئی روز فاقہ سے رہتے روحانیت سے بہرہ ور لوگوں سے ملتے اور کسب فیض کرتے۔ اسی جستجو میں آپ کی ملاقات ایک مشہور بزرگ حماد سے ہوئی۔ یہ بزرگ گزر اوقات کے لئے شربت بیچا کرتے تھے لیکن روحانیت میں انہیں بہت بلند مقام حاصل تھا۔ چنانچہ آپ ان سے روحانی فیض حاصل کرنے لگے۔ کہا جاتا ہے ان بزرگ کا رویہ اتنا سخت تھا کہ حضرت عبدالقادر کی جگہ کوئی اور شاگرد ہوتا تو مایوس ہو کر لوٹ جاتا۔ لیکن آپ نے سختیاں سہہ کر گوہر مقصود حاصل کر لیا۔

کسب روحانیت

تعلیم مکمل کرتے ہی آپ نے ریاضت و مجاہدہ شروع کر دیا۔ قوت لایموت کے سوا ہر آسائش اور ہر چیز ترک کر دی، پہروں عبادت اور تلاوت قرآن مجید میں محو رہتے۔ حد یہ تھی کہ عشاء کی نماز کے وضو کے ساتھ نماز فجر ادا کرتے، روایت ہے کہ آپ اکثر ایک رات میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔ اس عرصے میں آپ نے لوگوں سے ملنا جلنا اور گفتگو کرنا بھی ترک کر دیا۔ جب کبھی اپنی جگہ سے اٹھتے تو جنگل یا صحرا کی طرف نکل جاتے بالآخر بغداد کو خیر باد کہہ کر شستر پہنچے اور متواتر گیارہ سال تک دنیا و مافیہا سے قطع تعلق کر کے وہاں ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے اور جب گیارہ سال کا عرصہ ختم ہوا تو آپ تلاش و جستجو کی وادیوں سے گزر کر کشف و اسرار اور حقیقت و مشاہدہ کی دنیا میں پہنچ چکے تھے۔

محی الدین

اس عہد میں اسلام کا سچا جذبہ ندرے سرد پڑ گیا تھا۔ لوگ روح سے غافل ہو کر جسم کی طرف مائل ہو گئے تھے، ایک روایت کے مطابق آپ نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ بغداد کے ایک بازار سے گزر رہے ہیں وہاں ایک طرف ایک بیمار اور لاغر شخص پڑا ہوا ہے جب حضرت عبدالقادر اس کے قریب پہنچے تو اس نے اسلامی طریقہ سے سلام کیا اور آپ سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھنے میں مدد دی اس کے بعد اس شخص کا قد لمبا ہوتا گیا۔ حضرت شیخ یہ دیکھ کر ذرا خائف ہوئے اس پر اس شخص نے کہا، میں تمہارے دادا کا دین ہوں میں بیمار اور کمزور ہو گیا تھا لیکن خدا نے تمہاری مدد سے مجھے نئی زندگی دی ہے بعد ازاں لوگوں نے آپ کو "محی الدین" یعنی دین کو زندہ کرنے والا کے لقب سے ملقب کیا۔ اسی نسبت سے آپ محی الدین عبدالقادر جیلانی کہلاتے ہیں۔ اس واقعہ کے گیارہ سال بعد تک آپ نے عوامی تبلیغ وہدایت کا سلسلہ شروع نہ کیا۔ بلکہ ایک کونے میں پڑے رہے اور ریاضت ومجاہدہ میں مصروف رہے۔ ۱۱۲۷ء میں آپ نے تبلیغ شروع کی۔ ایک مدرسہ میں آپ طالب علموں کو درس دینے پر مامور ہوئے ابتدا میں بہت تھوڑے طالب علم حلقہ درس میں شامل تھے لیکن آپ کے علم وفضل، کشف وروحانیت، اور شریعت کی شہرت اتنی پھیل گئی کہ چار دانگ عالم سے تشنگان عالم آپکے گرد جمع ہونے لگے۔ ۱۱۳۴ء میں اسی مدرسہ میں توسیع کر دی گئی اور اس طرح ایک وسیع وعظیم درس گاہ وجود میں آگئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی چنانچہ آپ نے شہر سے باہر ایک وسیع میدان میں وعظ وتلقین شروع کی۔ یہ جگہ مسافر خانہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

آپ ہفتے میں تین بار درس دیا کرتے تھے۔ جمعہ کے روز عیدگاہ کے میدان میں جمعرات کی شام کو مدرسے میں اور بدھ کی صبح کو مسافر خانہ کی عمارت میں آپکے درس میں ہر قسم کے لوگ شرکت کرتے تھے ان میں امیر بھی تھے اور غریب بھی، صاحب علم بھی اور بے علم بھی صوفی بھی اور فقیہہ بھی۔ حتیٰ کہ غیر مسلم بھی ـــــ جن میں سے اکثر آپ کی بدولت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ روایت ہے کہ آپکے وعظ وتلقین انتہائی پُر اثر ہوتے تھے اور سننے والوں کے ذہنوں میں انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔ لاکھوں انسان گناہوں سے تائب ہو کر راہِ راست پر آگئے۔ آپکے روحانی مرتبہ اور وجاہت کا یہ عالم تھا کہ سلطان اور امراء آپکا نام سُن کر لرزنے لگتے تھے، جس شخص کو دنیوی مال ومتاع اور شان وشوکت سے کوئی سروکار نہ ہو اور جس نے اپنی زندگی صرف اور صرف احکام خداوندی کی تعمیل اور تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی ہو، اسے بھلا دنیا داروں سے کیا سروکار ہو سکتا ہے اور دنیا دار اسے کس طرح مغلوب کر سکتے ہیں۔

آپ کے ارشادات ایک کتاب "فتوح الغیب" میں محفوظ ہیں۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:-

" یہ میری آخری نصیحت ہے تم کبھی مصیبت یا آفت میں گرفتار ہو جاؤ تو واویلا نہ کرنا

کسی دشمن یا دوست سے اس کے متعلق شکایت نہ کرنا۔ کسی بات کا الزام خدا تعالیٰ پر نہ دھرنا۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی آزمائش کرتا ہے البتہ اگر تمہیں کوئی نفع پہنچے تو اس کی تشہیر کرنا اور اس پر شکر بجا لانا۔ اگر تم جھوٹ بولو اور اس کے ساتھ شکر کا اظہار کرو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم سچ بولو لیکن اس کے ساتھ کسی مصیبت کی شکایت کرو۔"

خدا کی نعمتوں سے محروم کون ہے؟ خدائے بزرگ و برتر کا فرمان ہے: "اگر تم خدا کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو ہرگز نہیں کر سکو گے۔" خدا نے تمہیں بیشمار اور ان گنت نعمتوں سے نوازا ہے۔ تمہیں ان کی معرفت نہیں ہے۔ کائنات کی کسی چیز کو باعث تسکین نہ بناؤ۔ دنیا سے محبت نہ کرو، اپنے حالات کسی پر واضح نہ کرو، تمہاری محبت صرف اور صرف خدائے مطلق و برتر کے لئے ہونی چاہیئے تمہاری تسکین کا ذریعہ بھی وہی ہونا چاہیئے تمہیں مصیبت یا آفت کی شکایت بھی اس سے کرنی چاہیئے۔ تم عیش و آرام کے لوازمات کے باوجود ان میں اضافہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے شکایت کرو گے۔ تو وہ اپنی نعمتیں تم سے چھین لے گا۔ اور تمہارے دکھ درد میں اضافہ کر دے گا۔ اپنے آپ کو بچاؤ — خدا سے ڈرو — خدا سے ڈرو — خبردار — خبردار — اپنے آپ کو بچالو — اللہ رحم کرنے والا اور بہترین منصف ہے۔ وہ ہر ایک سے محبت کرنے والا الغفور الرحیم ہے۔ کیا کوئی بیمار شخص اپنے طبیب میں کوئی نقص ڈھونڈ سکتا ہے!

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جتنی کہ ماں اپنے بچے پر،

او مظلوم انسان! اپنے بہترین کردار کا مظاہرہ کر، اپنے جذبات کو قابو میں رکھ، صالح بن، اور پاکیزہ زندگی کو اپنا شعار بنا، خدا کے احکام کے آگے گردن جھکا دے، ابدال، غوث اور صدیق کے مرحلوں سے گزر، شکایت زبان پر نہ لا۔ خدا کے احکام کو بے چون و چرا مان ——!

ارتحال

نہایت افسوس سے درج کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ العزیز کے خلیفۂ اعظم حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے خادمِ خاص مولوی محمد یوسف صاحب بہادر گڑھی ثم قصوری ۱۳/۱۲ اگست کی درمیانی شب ایک بجے انتقال فرما گئے ہیں۔

مرحوم نہایت مخلص، صاف باطن، عبادت گزار اور دیرینہ خادموں میں سے تھے جملہ یارانِ طریقت سے استدعا ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں:

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(قسط سوم)

حضرت مولانا حافظ غلام رسول صاحب صدر المدرسین
(مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف)

الباب الثالث، وفیہ ثلاثۃ مباحث

(تیسرا باب اور اس میں تین بحثیں ہیں)

البحث الاول (پہلی بحث)

علامہ حقی رح تفسیر روح البیان صہ ۳۹۴ میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز سے فراغت ہوچکی تو جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا کہ حضرت اٹھئے میں کھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سونے کی سیڑھی ہے۔ جس کے قوائم (پائے) چاندی کے ہیں اور لؤ لؤ اور یاقوت سے مزین ہے۔ اس کا اسفل (نچلا حصہ) صخرہ بیت المقدس پر ہے اور اس کا اعلیٰ حصہ آسمان میں ہے مجھکو اس پر چڑھنے کا حکم ہوا۔ علامہ قسطلانی رح لکھتے ہیں کہ یہ سیڑھی جنت الفردوس سے لائی گئی تھی۔

انس بن مالک کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ آسمانوں پر براق پر سوار ہوکر گئے ہیں۔

مشکوٰۃ صہ ۵۲۶ انسان العیون میں ہے کہ آسمان پر چڑھنا سیڑھی پر ہے براق پر نہیں۔ توفیق ممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام براق پر سوار ہوکر سیڑھی پر سے آسمان پر گئے ہوں۔

تنبیہ

بعض علماء نے یہ سمجھا کہ معراج بیت المقدس سے اس لئے ہوئی ہے کہ بیت المقدس آسمان کے قریب اور آسمان کا دروازہ جس سے فرشتے اترتے ہیں بیت المقدس کے مقابلہ میں ہے۔ ان پر علامہ اسمٰعیل رح نے اعتراض کیا کہ یہ قول عقل سے بعید ہے کیونکہ اجسام لطیفہ خصوصاً نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم جو بہت لطیف ہے کے لئے کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی۔ اور دلیل اس کی یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں نزول فرمائیں گے۔ ملائکہ کے اترنے چڑھنے یا حضرات انبیاء علیہم السلام کے اترنے چڑھنے کے لئے ایک مقام معین کرنا درست نہیں بلکہ بیت المقدس تک سیر اس لئے کرائی گئی تھی کہ آپ کے قدم مبارک سے بیت المقدس زیادہ مشرف ہوجائے۔ (راقم) کہتا ہے کہ بیت المقدس کے سیر کی وجہ وہ بھی ہوسکتی ہے جو کہ باب اول کی مبحث ثانی کے ابتدا میں مذکور ہے۔

شیخ الاسلام احمد الصاوی المالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسرا الی بیت المقدس میں حکمت یہ ہے کہ جمیع انبیاء علیہم السلام پر آپکی شرافت ظاہر ہو کیونکہ آپ کو ہی امامت کے لئے متعین کیا گیا تھا۔ اور کہا گیا کہ آپ ہی امام الانبیاء ہیں۔ اور یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ مخلوقات کا حشر بیت المقدس میں ہونا ہے۔ جس زمین کو آپ کے قدم مبارک کی وجہ سے زیادہ شرف حاصل ہوچکا ہے وہاں حشر امت کے لئے سہل ہوگا۔ تفسیر صاوی الجزء الاول صہ ۲۹۰۔

المبحث الثانی

پھر حضور علیہ السلام بمعہ حضرت جبریل آسمانِ اول تک پہنچے مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۹ میں ہے کہ جبریل نے خازن سماء کو کہا کہ دروازہ کھولیئے۔ پوچھا گیا کون ہے کہا جبریل ہُوں کہا تمہارے ساتھ کون ہے کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا گیا کیا ان کے پاس پیغام بھیجا گیا تھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا، ہاں۔

فائدہ

آسمان اجسام لطیفہ سے ہیں اسی طرح ان کے دروازے بھی لطیف ہیں ان سے مراد وہ تعظیم اور تکریم کی راہیں ہیں جو سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر نہیں کھولی گئی اسی لئے جب تک حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کا نام پاک نہیں لیا۔ آسمان کے دروازے نہیں کھولے گئے۔ جیسا کہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ نے مواہب لدنیہ میں ذکر کیا کہ ان السمٰوٰت لم تفتح ابوابھا الا من اجلہ یعنی آسمان کے دروازے حضور علیہ السلام کے لئے کھولے گئے ہیں

ابوذر کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہُوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے انکی داہنی طرف کچھ صورتیں ہیں اور کچھ بائیں طرف ہیں۔ جب وہ داہنی طرف نظر کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں جبریل نے تعارف کراتے ہوئے کہا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور یہ انکی اولاد ہے۔ جانب یمین (داہنی طرف) والے جنتی ہیں جانب شمال (بائیں طرف والے) دوزخی ہیں اس لئے جب دائیں طرف دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۲۹ و زرقانی صفحہ ۵۷)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے اعتراض کیا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ارواح مومنین کے جنت میں ہیں (جیسا کہ طبرانی اور بیہقی نے سند حسن کے ساتھ بیان کیا) اور کفار کے ارواح مقام سجین میں ہیں مقام سجین زمین کے نیچے ہے۔ پھر یہ ارواح مومنین اور کفار ایک جگہ کیسے جمع ہوئے جہاں آدم علیہ السلام دیکھ رہے ہیں۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات میں ارواح آدم علیہ السلام پر پیش کئے جاتے ہوں ان اوقات سے یہ کبھی ہو کہ جب کہ حضور علیہ السلام تشریف لے گئے ہوں۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ کفار کے ارواح کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے جیسا کہ قرآن پاک نے اس پر نص کی ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ جنت جانب یمین میں اور دوزخ جانب شمال میں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر انکشاف کیا جاتا ہے جب محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء وہاں سے گزرے تو آپ پر بھی انکشاف کیا گیا آپنے بھی انکو دیکھا رؤیت کیلئے ابواب سماء کا کھولا جانا شرط نہیں۔ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کے ارواح کے مقر کے درمیان ایک دروازہ تھا جس سے ہوا آتی تھی وہ ہوا آخر جسم ہے اس میں خاصیت انظہار و انعکاس ہے۔ جس کے ذریعہ آدم علیہ السلام تمام اولاد نظر آتی ہو جیسا کہ ہوا شعاعوں

سے تشکیف ہو کر قابل رویت کے ہو جاتی ہے۔ اس جواب کی تائید روایت ابن جریر وابی یعلی میں ہے جیسا کہ علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ صہ۳۴ میں ذکر کیا۔

اس سوال کے اور بھی جواب دیئے گئے ہیں بعض ان میں سے محل نظر ہیں لیکن بوجہ خوف طوالت ترک کئے جاتے ہیں

اگر اعتراض کیا جائے کہ آپ کا یہ قول کہ مؤمنین کے ارواح سما دنیا میں آدم علیہ السلام کے پاس تمام موجود تھے یہ درست نہیں کیونکہ بوقت اسراء ایک جماعت صحابہ کی دنیا میں تھی۔ جو کہ زمین میں تھا بوجہ انکشاف دیکھا تھا، لیکن رویت جانب امین سے تھی۔ پس تنقید نظر میں ہے نہ کہ منظور میں۔

اگر یہ کہا جائے کہ حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کو جب حضرت جبریل علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کا تعارف کرایا اولاً حضور کو علم نہیں تھا تو جواباً کہا جائیگا کہ تعارف کرانے سے لاعلمی لازم نہیں آتی۔ بیت المقدس میں تمام حضرات انبیاء علیہم السلام سے متعارف ہو چکے تھے اب لاعلمی کا کیا مطلب ہے بلکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعض انبیاء علیہم السلام کی قبور سے گزرے تو حضرت جبریل علیہ السلام کے تعارف کے بغیر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ معراج کی رات کو میں سرخ ٹیلے کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اب بغیر تعارف کے ہی حضور علیہ السلام نے معلوم کر لیا کہ یہ مزار اقدس حضرت کلیم علیہ السلام کا ہے حضرت جبریل کا تعارف کرانا اس لئے تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کی خادمانہ شان ظاہر ہو یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے التفات نہ فرمائی ہو حضرت جبریل نے عرض کی کہ یہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

یہی جواب جہاں اس نوعیت کا ہوگا دیا جائیگا

سوال

حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جبریل علیہ السلام جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں آسمانوں پر پہنچے تو ہر آسمان پر فرشتوں نے سوال کیا کہ کون ہے، اور یہ بھی سوال کیا گیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سوالات اور جوابات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان والوں کو حضور علیہ السلام کی آمد کے متعلق علم نہ تھا۔

جواب

سوال کرنا عدم علم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ بعض وقت علم ہونے کے باوجود سوال کیا جاتا ہے اس لئے کہ یہاں اس میں کچھ اسرار اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ شیخ الاسلام حضرت العلامہ محدث کبیر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فتح الباری شرح صحیح البخاری صہ۲۰۹ الجزء السابع میں رقمطراز ہیں:۔

الحکمۃ فی سوال الملائکۃ وقد بعث الیہ ان اللہ اراد اطلاع نبیہ علی انہ معروف عند الملأ الاعلیٰ لانہم قالوا وبعث الیہ فدل علی انہم کانوا یعرفون ان ذالک سیقع لہ والا کانوا یقولون

من محمد مثلاً سوال میں یہی حکمت تھی کہ ملائکہ کو علم تھا اور بعث الیہ اور لفظ ارسل الیہ اس پر دلالت کرتا ہے اگر ملائکہ کو علم نہ ہوتا تو پھر ملائکہ نے سوال کرنا تھا من محمد یعنی محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کون ہیں اور یہ بھی ظاہر کرنا مقصود تھا کہ عزت و کرامات کے دروازے بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں کھولے جاتے خواہ جبریل علیہ السلام ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ علامہ نبہانی صفحہ ۵۷ جلد ۲ و علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خصائص کبریٰ ج ۱ صفحہ ۲۸۶ میں ذکر کیا محدث شہیر فخر الاسلام علامہ حافظ بدر الدین عینی حنفی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری صفحہ ۸۵ الجزء الثامن اور علامہ جلال الدین شافعی نے خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۶۴ میں بھی ذکر کیا کہ ملائکہ کو علم تھا۔

حافظ عینی نے مزید لفظ من معک کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرمایا یدل علی انہم احسوا معہ رفیق والا لکان السوال بلفظ امعک احد یعنی لفظ من معک اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے محسوس کر لیا کہ ان کے ساتھ کوئی رفیق ہے ورنہ سوال کرنا تھا کہ کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے نہ کہ تمہارے ساتھ کون ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے انکو یہ کیسے محسوس ہوا تو جواب ہے کہ آسمان کے شفاف ہونے کی وجہ سے انہوں نے معلوم کر لیا ہوگا۔ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ احساس انکو زیادتی انوار کی وجہ سے ہوا جو کہ ان کے لئے انوار ظاہر کئے گئے۔

نکتہ

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا جب جبریل سے سوال کیا گیا تھا کہ تمہارے ساتھ کون ہیں تو جبریل نے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا اسم گرامی ذکر کیا لقب اور کنیت ذکر نہ کی اس میں سر لطیف یہ ہے کہ اسم تعریف کنیت وغیرہ سے اولیٰ مراد وضع ہوتا ہے۔ ختم الباری شرح صحیح البخاری صفحہ ۱۳۶ الجزء السابع یوں ہی فخر الاسلام حافظ عینی حنفی نے فرمایا عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۸

المبحث الثالث

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پھر جبریل مجھے لیکر دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا گیا حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے مجھے جواب دیا اور مجھے مرحبا کہا۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ چوتھے آسمان پر ہمیں حضرت ادریس علیہ السلام ملے میں نے ان کو سلام دیا انہوں نے مجھے جواب دیا۔ پانچویں آسمان پر جب میں پہنچا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام موجود تھے ان کو میں نے سلام پیش کیا انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا۔ جب میں چھٹے آسمان پر پہنچا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان کو سلام کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے جواب دیا اور مرحبا کہا پھر جب میں آگے بڑھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رو دئے ان سے پوچھا گیا آپ کیوں روتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے ہیں ان کی امت جنت میں میری امت کی بہ نسبت زیادہ ہوگی۔

تنبیہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا معاذ اللہ

حسد کی وجہ سے نہیں تھا۔ کیونکہ حسد اس عالم میں مومنین سے منتزع کیا جائیگا۔ چہ جائیکہ موسیٰ کلیم اللہ حسد کریں حضرات انبیاء علیہم السلام عالمِ دنیا میں بھی حسد سے مبرا اور مقدس ہیں جب کہ مواہب لدنیہ صد ۱۲۳ ج ۲ میں ہے، بلکہ رشک اور غبطہ کی بنا پر اپنی امت پر گریہ فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر حسرت ہے کہ انہوں نے میری اس طرح اتباع نہیں کی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے اتباع کی ہے کاش! کہ میری امت بھی میری اتباع کرتی اور جنت میں زیادہ جاتی۔ کیونکہ ہر نبی کے دل میں اپنی امت کے لئے راحت اور رحمت ہوتی ہے۔ جیسا کہ ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا مواہب لدنیہ صد ۱۲۳ ج ۲۔

(باقی باقی)

آئینہ حیراں

حضرت ادیب سیمابی

عنوانِ محمد ہمہ عنواں کیلئے ہے
رحمت یہ ادب عالم امکاں کے لئے ہے

والشمس ترے عارض تاباں کیلئے ہے
قرآں بھی ثنا خواں اسی قرآں کے لئے ہے

تعظیم محمد کی ہر انساں کیلئے ہے
اک فرض یہی حاصل ایماں کے لئے ہے

دنیا میں کہاں وہ کسی انساں کیلئے ہے
آقا جو شرف آپ کے دربان کے لئے ہے

قرباں ترے کعبۂ طیبہ کے شہنشاہ
اک تیرا کرم مجرم عصیاں کے لئے ہے

مجموعۂ اوصاف ہے اک ذاتِ محمد
جو وصف بھی ہے اس شہِ خوباں کے لئے ہے

تسکین رسالہ گنبدِ خضرا کا تصدق
آنکھوں کیلئے دل کیلئے جاں کے لئے ہے

مایوس ہو کیوں حسرتِ دیدارِ محمد
محشر کا تعین مرے ارماں کے لئے ہے

دیکھا نہ دو عالم میں محمد سا حسیں اور
حیرت یہی آئینہ حیراں کے لئے ہے

دارین کی ہر محفلِ اربابِ سخن میں
توقیر محمد کے ثنا خواں کے لئے ہے

پاتے ہیں مرادیں درِ آقا کے سوالی
واللہ وہ شہ ہر تہی داماں کے لئے ہے

ہو جائے کرم کوثر و تسنیم کے ساقی ؛
بیتاب ادب جرعۂ عرفاں کے لئے ہے

خدا تعالیٰ کے پاکیزہ بندوں کی نیک باتیں

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک مرتبہ ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس امام نے پوچھا حضرت آپ کام کاج تو کرتے نہیں روٹی کہاں سے کھاتے ہیں۔ آپنے جواب دیا۔ ذرا ٹھہرو پہلے مجھے نماز دوبارہ ادا کر لینے دو۔ کیونکہ جس امام کو یہ پتہ نہ ہو کہ رازق کون ہے ایسے امام کی اقتدا جائز نہیں۔

سادگی

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے دور اقتدار میں ایک عرب کا اونٹ گم ہو گیا اس نے سُن رکھا تھا کہ بیت المال سے خلیفۂ وقت ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دُور دراز کا سفر طے کر کے مدینہ منورہ میں پہنچا۔ اور سیدھا حضرت علیؓ کے در دولت پر حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت علیؓ گھر پر موجود نہ تھے حضرت امام حسینؓ گھر پر موجود تھے انہوں نے اس عرب کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور اس کے استفسار پر بتایا کہ امیر المؤمنین کسی کام سے باہر گئے ہیں آپنے اس عرب کو مسجد میں ٹھہرایا اور خود کھانا لینے کے لئے چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد آپ اس کے لئے پرتکلف کھانا تیار کر کے لائے اور اس عرب کے سامنے دستر خوان بچھا کر کھانا اس پر چن دیا وہ عرب بولا میں اس وقت تک یہ کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک اس شخص کو اپنے ساتھ نہ بٹھا لوں گا جو ابھی ابھی آیا ہے اور روٹی کے ٹکڑے پانی میں بھگو بھگو کر کھا رہا ہے۔

حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا۔ وہ تو میرے والد امیر المؤمنین حضرت علیؓ ہیں۔ ان کا یہی دستور ہے کہ وہ خشک روٹی کھاتے ہیں۔ عرب یہ سُن کر دنگ رہ گیا۔

حاضر جوابی

ایک دفعہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفۂ وقت نے طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ قاضی القضاۃ کا عہدہ قبول کر لیں۔ آپنے فرمایا "میں اس قابل نہیں ہوں کہ یہ عہدہ قبول کروں" خلیفۂ وقت یہ جواب سُن کر ناراض ہو گیا اور بولا "تم جھوٹ بولتے ہو۔" آپنے جھٹ جواب دیا "جھوٹا شخص، قاضی کے عہدے پر فائز نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اسے قاضی القضاۃ بنا دیا جائے" خلیفہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

چورن

حضرت عبداللہ بن عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص ہاضمہ کا چورن لے کر حاضر ہوا آپنے پوچھا یہ کیا ہے اس نے جواب دیا " ہاضم طعام" آپنے پوچھا اس کا فائدہ؟ اس نے جواب دیا، بھوک کو بڑھاتا اور خوراک کو ہضم کرتا ہے۔

آپ سُن کر مسکرائے اور فرمانے لگے بھئی عرصہ دراز سے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا جو (ہاضم طعام) کی ضرورت ہو۔ بھوک کبھی ختم نہیں ہوتی جو اشتہا کی طلب ہو۔

تضمین آیات قرآنی

جناب حامد حسن صاحب قادری کراچی

(۱)

ہوتا ہے زنگ آلود جب عصیاں سے دل کا آئینہ
گویا جبینِ ماہ پر لگتا ہے اک عیبِ کلف
توبہ سے مٹ جاتا ہے داغ اور دور ہو جاتا ہے زنگ
ارشاد ہے: اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْ لَھُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ [۱]

(۲)

گر ائیں نار میں یا لیکے جائیں جنت میں،
تمہیں تمہارے عمل، دوسروں کو انکے عمل
ہوا کرے کوئی گمراہ، تم چلو حق پر،
عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ [۲]

(۳)

اے ذرۂ خاک اپنی ہستی بھولا
اے قطرۂ آب تو ہوا ہے پھولا
ظاہر ہے کہ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ مَرَحًا [۳]
ممکن نہیں تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا [۴]

۱؎ اگر وہ باز آجائیں گے تو پچھلے گناہ معاف کر دئیے جائیں گے ۲؎ تم اپنے نفسوں کی حفاظت کرو، کسی کی گمراہی سے تم کو نقصان نہ ہوگا ۳؎ تو اکڑ کر چلنے سے زمین کو ہرگز نہیں پھاڑ سکتا ۴؎ (ممکن نہیں) کہ تو پہاڑوں کے برابر اونچا ہو جائے۔

نعت شریف

حضرت مولانا حامد حسن صاحب قادری کراچی

دعا ہے اک، الٰہی! قبول ہو جائے
نصیب لذتِ عشقِ رسول ہو جائے

یہ دردِ ہجر جو ان کو قبول ہو جائے
دلِ شکستہ کی قیمت وصول ہو جائے

تمام عمر کروں نعت اور جی نہ بھرے
بیاں لذیذ ہے پھر کیوں نہ طول ہو جائے

چلوں جو بیخودیِ شوق میں سوئے طیبہ
چبھے جو راہ میں کانٹا وہ پھول ہو جائے

یہ روح اڑ کے ہوائے مدینہ بن جائے
یہ جسم مٹ کے وہیں خاک دھول ہو جائے

مدینہ دور ہے اور شوق کا تقاضا ہے
کہ طے اک آن میں یہ عرض طول ہو جائے

پہنچ سکیں نہ ملائک جو تا حدِ معراج
شکست کیوں نہ کمندِ عقول ہو جائے

کریں جو حکمتِ لولاک پر نظر حکما
تباہ قصرِ فروع و اصول ہو جائے

تمام عمر تری یاد سے رہی غفلت
دمِ اخیر نہ یا رب یہ بھول ہو جائے

یہ دیکھ حوصلہ حامد کا اے امانتِ عشق
ترا امیں یہ ظلوم و جہول ہو جائے

جذبۂ دل ممتاز علی خاں ممتاز مجور علی پور شریف

قصیدہ شریف

مجھے اپنے در پہ بلا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ
مرے دل کی حسرت مٹا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

ترے در پہ عاشق کھڑے دست بستہ
میں ٹھہرونگا اس جا پڑا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

ترے سینچے زائر تو پہنچیں گے آخر
مجھے بھی خدارا بلا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

مرے دل نے ٹھانی ہے پہنچوں علی پور
ترا چاہیئے آسرا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

تیرے عشق نے اب بنایا ہے بے خود
گلے سے تو مجھ کو لگا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

تصور میں تیرے ہی رہتا ہوں اکثر
مگر چاہیئے اب لقا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

بنایا ہے دیوانہ الفت نے تیری
ذرا اور یہ مے پلا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

میں رو رو کے تکتا ہوں اب راہ تیری
مجھے بھی تو سینے لگا شاہ جماعت رضی اللہ عنہ

مذہب حقہ اہل السنت والجماعت
اور
سلسلہ قادریہ سہروردیہ سلطانیہ کا
واحد ترجمان

ماہنامہ **سلطان العارفین** گکھڑ

سالانہ چندہ ۵ روپے

ماہنامہ "سلطان الواعظین" حضرت سلطان العارفین برہان الواصلین شیخ سلطان باھو قدس سرہٗ کی یادگار اور مذہب حقہ اہل سنت و جماعت کا بیباک ترجمان ہے۔ "سلطان العارفین" اپنے مسلک کی تائید و حمایت میں ٹھوس مذہبی روحانی مضامین پر مشتمل ہر ماہ باقاعدگی وقت کیساتھ گکھڑ ضلع گوجرانوالہ سے شائع ہوتا ہے جس سے ہزاروں مسلمانوں کے قلوب منور اور تبلیغ دین سے مستفیض ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر سُنّی مسلمان کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ وہ اس کی توسیع اشاعت میں حصہ لے اور اس کی ترقی کے لیے ہر ممکن تعاون کرے۔

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ:۔
ناظم دفتر "سلطان العارفین" گکھڑ

مرشد کی یاد

بحضور شان قبلہ و کعبہ الحاج حافظ سیدنا پیر سید جمیل حسین شاہ صاحب
مدظلہ العالی

★ محترمہ ہاشمی نذن صاحبہ محلہ نالہ پار، رام پور (یو پی) (انڈیا)

کیا بتاؤں دل میں ہے کتنی محبت پیر کی
دربدر مجھ کو لئے پھرتی ہے الفت پیر کی

آ گئے وہ حجِ اکبر کر کے واپس آ گئے
یہ خدا کی ہے عنایت اور رحمت پیر کی

آپ ہیں آلِ نبیؐ اور آپ اولادِ علیؓ
مرحبا صلِّ علیٰ اونچی ہے نسبت پیر کی

طالبانِ فیضِ حیدر اب علی پور آؤ سب
دیکھو کس انداز سے بٹتی ہے دولت پیر کی

دل بھی صدقے اور اپنی جان بھی قربان کرو
خوش نصیبی ہے جو ہو جائے زیارت پیر کی

بادشاہانِ جہاں کرتے ہیں جس کی چاکری
واہ وا اللہ اکبر ہے یہ عظمت پیر کی

کچھ نہ پوچھو اس گھڑی میری مسرت کا مزا
دید ہے مجھ کو میسر اور حمایت پیر کی

نائبِ ختمِ رسلؐ، میں تیرے قدموں پہ نثار
دیکھے دل میں میرے کتنی ہے عزت پیر کی

اب نہیں تابِ جدائی یا خدا تو ہے بلا
جیتے جی میں دیکھ لوں نورانی صورت پیر کی

حجِ بیت اللہ مبارک اور وطن کو واپسی
اس سے بھی بڑھ کر ہو یارب شان و شوکت پیر کی

حاضری پھر سے کے روضے پر رسولِ پاک کے
بڑھ گئی حد سے سوا توقیر و عظمت پیر کی

میرے مرشد کو الٰہی خرم و دلشاد رکھ
ہوں مدارج اوج پر افزوں ہو وقعت پیر کی

اس خوشی میں آج ذرّے شکر کے سجدے کرے
فضلِ خالق سے ہوئی مجھ کو زیارت پیر کی

حقیقتِ گیارھویں

ایڈیٹر

اہل اسلام محبت و عقیدت سے ربیع الثانی کی گیارھویں تاریخ کو حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس شریف کرتے ہیں جس کو بڑے پیر کی بڑی گیارھویں بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے عقیدت مند ہر ماہ کی گیارھویں تاریخ کو بھی آپ کے واسطے ختم شریف پڑھتے ہیں۔ اور حسب استطاعت جو میسر ہوتا ہے مستحقین کو کھلاتے پلاتے ہیں مقصود اس سے جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کرنا ہے۔ جو بالاتفاق جائز ہے۔ گیارھواں دن اس کے واسطے نہ رکن ہے نہ شرط کہ اس کے بغیر یہ ختم شریف درست نہ ہو۔ چونکہ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال ربیع الثانی کی گیارھویں تاریخ کو ہوا اس لئے اکثر لوگ ختم شریف کے واسطے اس تاریخ کا بطور روایت کے التزام کرتے ہیں نہ بطور وجوب کے اور یہی وجہ ہے کہ یہ ختم شریف گیارھویں کے نام سے موسوم و مشتہر ہو گیا ہے۔ کسی مسلمان کا بھی ہم سے یہ عقیدہ نہیں ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم شریف گیارھویں تاریخ سے قبل یا بعد جائز نہیں ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ ماہ کی ابتدائی تاریخوں سے آخر تاریخوں تک مختلف مساجد اور جگہوں میں آپ کا ختم شریف ہوتا رہتا ہے۔ اور کہتے سب کو گیارھویں ہیں ہمارے نزدیک گیارھویں فرض و واجب نہیں ہے کہ اس کی ترک سے کوئی عاصی و خاطی ہو۔ ہاں ایک نیک عمل جس میں دین و دنیا کی برکتیں اور بھلائیاں مضمر ہیں جو کوئی اس کو بدعت یا شرک کہتا ہے اور گیارھویں دینے والوں کو بدعتی یا مشرک وہ حق و انصاف سے دور ہے۔ افسوس ہے کہ اس پر نہ تو بدعت کی تعریف صادق آتی ہے۔ اور نہ شرک کی۔

گیارھویں کی حقیقت

گیارھویں کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کھانے یا شیرینی کے ساتھ قرآن شریف کا ختم کرتے ہیں یا چند رکوع اور سورتیں پڑھتے ہیں پھر اس مجموعہ کا ثواب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پر فتوح کو پہنچاتے ہیں۔ بعض وقت بغرض تبلیغ ایک محفل میں وعظ اور نعت خوانی کا اہتمام ہوتا ہے۔ اور عقیدت مند لوگ ذوق و شوق سے جمع ہوتے ہیں اور آخر میں ختم شریف پڑھ کر اس مجموعہ کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور شیرینی یا طعام حاضرین میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کوئی نیا نہیں اور کسی حدیث یا سنت کے خلاف نہیں کہ بدعت کا اطلاق اس پر صحیح ہو۔ اور لوگوں کو اس

سے متنفر اور بیزار کیا جائے اور اس کے کھانے کو نعوذ باللہ حرام کہا جائے۔ بلکہ قدیماً و حدیثاً مسلمانانِ امت اس پر کاربند چلے آئے ہیں۔ اور پہلے عالموں سے کسی نے بھی اس کو بدعت و شرک نہیں کہا۔ اس سے منع کرنے کی بدعت آجکل کے ایک فرقہ کے علماء کے حصہ میں آئی ہے کہ وہ لوگوں کو شدت اور سختی سے گیارھویں کرانے والے ہزاروں مسلمانوں کو جن میں علماء اور اولیاءِ امت بھی ہیں بیک جنبشِ قلم و حرکتِ لب بدعتی و مشرک بنا کر رکھ دیتے حالانکہ اس میں نہ کوئی بدعت والی بات ہے نہ کوئی شرک والی۔ بدعت کیا ہے؟ ہم اس کو واضح کر دیتے ہیں تاکہ قارئین خود معلوم کر لیں کہ گیارھویں، بزرگانِ دین کی نذر و نیاز بدعت ہے یا نہیں۔

تحقیقِ بدعت

بدعت کے لغوی معنی علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں کئے ہیں:

"بدعت ہر وہ چیز ہے جس کی مثال پہلے نہ ہو۔ اور شرع میں اس چیز کا پیدا کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو۔"

یہ مطلق بدعت کی تعریف ہے اور بدعت مطلق نہ قبیح ہے نہ حرام۔ اگر مطلقاً قبیح ہو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کے ساتھ بیس عدد تراویح پڑھنے کو نعمت البدعۃ ہذہ یعنی اچھی بدعت ہے نہ کہتے اور جمعہ کے دن اذانِ ثانی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد شریف میں نہ تھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو اپنے زمانہ میں جاری نہ کرتے اور ان کے ہم عصر جلیل القدر صحابہ اس کو ہرگز تسلیم نہ کرتے حالانکہ اس پر کسی صحابی سے بھی انکار وارد نہیں ہوا۔ اور آج تک اسی بدعت پر عمل ہوتا چلا آیا ہے۔ خود بدعت کی مشین چلانے والوں کی مساجد میں بھی یہ بدعت رائج ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں قرآن پر اعراب اور سورتوں اور رکوعات اور پاروں کے نشان بھی نہیں تھے۔ حجاج بن یوسف نے عجمیوں کی سہولت کے لئے قرآن شریف پر اعراب لگوائے اور سورتوں اور رکوعات اور پاروں کے نشان بھی ثبت کروائے تاکہ اہلِ عجم کے واسطے اس کا پڑھنا آسان ہو جائے۔ دینی مدارس کا قائم کرنا اور تعلیم کا نصاب جو آجکل مروج ہے اور کتبِ حدیث کا ہیئتِ کذائیہ کے ساتھ مؤلف و مدون و مرتب ہونا ایسی بدعات و محدثات ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھیں۔ اور کسی عالم نے ان چیزوں کے نافع اور مفید فی الدین ہونے سے انکار نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدعت مطلقاً حرام نہیں بلکہ اس کے بعض افراد جن کی مثالیں اوپر گزر چکی ہیں، نہ صرف جائز بلکہ محمود و مستحسن ہیں۔ اسی لئے فقہاء نے بدعت کو سیئہ اور حسنہ کی طرف تقسیم کیا ہے۔ بلکہ خود حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے بدعت کی یہ دو قسمیں مستفاد ہوتی ہیں آپ نے فرمایا "من ابتدع بدعۃً ضلالۃً لا یرضاہا اللہ و رسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذالک من اوزارہم"

جس شخص نے گمراہی کی بدعت نکالی، اللہ اور اس کا رسول اس سے راضی نہیں۔ اس پر ان لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جنہوں نے اس پر عمل کیا۔ اور اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ سے کوئی چیز کم بھی نہیں کی جائیگی۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ بدعت کو ضلالۃ کی قید سے مقید کرنا واضح کرتا ہے کہ بدعت حسنہ اس میں داخل نہیں فتح المبین میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا بدعت کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ ہے جو کتاب و سنت یا اثر یا اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت سیئہ ہے اور ایک وہ ہے کہ کوئی نیک کام جاری کیا جائے لیکن وہ کتاب و سنت اور اثر اور اجماع کے خلاف نہ ہو۔ وہ بدعت حسنہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قیام رمضان کے متعلق نعمۃ البدعۃ ہذہٖ اسی لئے فرمایا۔ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں:

"ہر بدعت ایسی نہیں ہوتی کہ اس کو ترک کر دیا جائے بلکہ بہت بدعتیں نیک اور عمدہ بھی ہوتی ہیں۔ ہاں وہ بدعت واجب الترک ہے جو خلاف سنت ہے"

علامہ احمد ابن شیخ حجازی نے مجالس السنیہ علی الاربعین النوویہ میں لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

ابن اسلام نے حوادث یعنی نئی چیزوں کو پانچ احکام کی طرف تقسیم کیا ہے اور کہا جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا وہ بدعت ہے۔ یا واجب ہے، مثل نحو کے پڑھنے اور کتاب و سنت کے عجوبہ اور نادر مسائل کے حاصل کرنے کے جن پر شریعت کا فہم موقوف ہو، یا حرام ہے مثل قدریہ اور جبریہ اور مجسمہ اور مشبہہ کے مذاہب کے یا مستحب ہے مثل لنگر خانہ اور مدارس قائم کرنے اور پل بنانے کے اور جو نیکی عصر اول میں نہیں پائی گئی وہ بھی بدعت مستحبہ میں سے ہے۔ یا مکروہ ہے مثل مسجدوں گلکاری اور ملمع سازی اور قرآن کی نقش نگاری کے یا مباح ہے۔ مثل مصافحہ کرنے کے عصر کی نماز کے بعد اور کھانے پینے اور لباس میں وسعت و تکلف کرنے کے جب حدیث اور اقوال

آئمہ سے ثابت ہوا کہ بدعت صرف ایک ہی نہیں بلکہ بدعت حسنہ بھی ہے جو قابل اور موجب اجر و ثواب ہے۔ تقریر ماسبق سے گیارھویں پر غور کرنے سے واضح ہو گیا کہ یہ بدعت سیئہ نہیں ہے بلکہ بہت سے امور خیر کا مجموعہ ہے۔ جب امور خیر فرداً فرداً جائز ہیں تو ان کا مجموعہ ناجائز کیسے ہو گیا ؟

بیرنگ لفافہ
نیلی چٹ پر پنسل کا سرخ نشان
اس بات کی دلیل ہے کہ اس رسالہ کی دستیابی کے بعد آپ کا چندہ ختم ہو گیا ہے۔ اسی ماہ کی ۲۸ تاریخ تک چندہ کا انتظار کیا جائے گا
(مینجر)

اباجان قدس سرہٗ مظفر نگر ضلع کرنال مریدوں کے تقاضے پر تشریف لے گئے۔ آج ایک ماہ بعد اباجان مظفر نگر اور دہلی سے تشریف لائے ہیں آج رمضان المبارک کی بیس ۲۰ سنہ ۱۳۳۰ھ ہے۔ ہم دونوں بہنیں حاضر خدمت ہوئیں پہلے کچھ مسائل رمضان المبارک کے ارشاد فرمائے پھر فرمایا کہ آج تمہیں تیسرا لطیفہ سِر جس کا مقام بائیں پستان کے دو انگشت اوپر ہے پڑھائیں گے ہم دونوں بہنیں مقابل ہو کر بیٹھ گئیں، لطیفہ سِر کا مقام بتا کر فرمایا کہ یہ لطیفہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے قدم پر ہے رنگ اس کا سفید ہے (ان لطیفوں کے مقامات اور قدم کو میں اپنے رسالہ محمودی میں خوب واضح لکھ چکی ہوں) اس لطیفہ کی توجہ دی اور فرمایا کہ جو حال لطائف وغیرہ کا اللہ اللہ کرنے سے گزرا ہے سب بیان کرو۔ چنانچہ میں نے اور اولیا باندی نے سب حال بیان کیا جو میری کتاب دل اور اولیا باندی کی کتاب دل میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد کچھ مستورات اہل محلہ تشریف لائیں اور ہم دونوں بہنیں پھر ان کے ہمراہ توجہ میں بیٹھیں ان کو بھی حسب استعداد لطائف کے سبق پڑھائے اور توجہ دی اس کے بعد باہر مردانے میں تشریف لے گئے۔

۲۲۔ رمضان المبارک ہم دونوں بہنیں بمعہ والدہ معظمہ مکرمہ توجہ میں بیٹھیں توجہ سے اٹھ کر اپنا حال بیان کیا۔ آج چوتھا لطیفہ خفی کا سبق پڑھایا، اور رنگ اس کا سیاہ اور مقام زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتایا فرمایا ان کا مقام دائیں پستان سے دو انگشت اوپر ہے۔ اس لطیفہ کی توجہ دی ایک گھنٹہ کے بعد ہم کو ہوشیار کیا اور حال دریافت کیا ہم نے جو کچھ حال و کیفیات گزری تھیں بیان کیں، اس کے بعد مردانے میں تشریف لے گئے ظہر کی نماز کے بعد ہم حاضر خدمت ہوئیں بہت سے مسائل کے بعد فرمایا کہ آج بابن گوہر خاں سے فرمایا کہ آج صبح جب کہ میں باہر گیا تھا مولوی محمد حسین صاحب قصوری آئے تھے ان کے سامنے کسی شخص نے حضرت شاہ صاحب حضرت جماعت علی قدس سرہٗ کا اسم گرامی لے لیا پھر کیا تھا مولانا صاحب لوٹن کبوتر بن گئے کمرہ سے اچھل کر باہر صحن میں آ پڑے بڑی مشکل سے مولانا صاحب کو قابو کیا، یہ مولانا صاحب قصور ضلع لاہور کے رہنے والے تھے حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ کے مرید خاص تھے رہتک میں ہیڈ کلرک تھے کانوں سے اونچا سنتے تھے۔ ان کو حضرت امیر ملت حضرت شاہ صاحب روحی فداہم قدس سرہٗ کا حکم تھا کہ دونوں وقت صبح و شام حافظ صاحب (یعنی میرے اباجان قدس سرہٗ) کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل تصوف حل کیا کرو چنانچہ یہ نہایت عقیدت سے دو وقت تشریف لاتے تھے۔ بیحد ذکی الطبع اور جذب والے تھے بہت عرصہ تک یہ حال رہا کہ جو کوئی حضرت شاہ صاحب روحی فداہم قدس سرہٗ کا اسم گرامی ان کے سامنے لے لیتا تھا فوراً جذب ہو جاتا تھا۔ مچھلی کی طرح تڑپ جاتے تھے بڑے صاحب حال تھے کچھ عرصہ بعد خلافت بھی عطا ہو گئی تھی آپ کے کرنال میں بہت مرید تھے ہمیشہ باوجود بڑے ہونے کے مجھ کو ہمشیرہ ہی فرمایا کرتے تھے اور بڑی محبت کرتے تھے۔

۴۔ شوال ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۲ء میں کرنال میں انتقال فرمایا وہاں ہی مدفون ہوئے اسی اثنا میں کچھ مستورات، اہلِ محلہ آگئیں حلقہ اور توجہ میں بیٹھیں توجہ ختم ہوئی تو ایک بہن نے عرض کیا یا حضرت ابن الوقت اور ابوالوقت کے کیا معنے ہیں۔ ایک تصوف کی کتاب میں پڑھا تھا مگر میری سمجھ میں نہیں آیا فرمایا غور سے سنو، ابن الوقت وہ مرید ہے جس کو اپنے دل کی کیفیت اور حال پر اختیار نہ ہو بلکہ خود کیفیت اور حال کے اختیار میں ہو اللہ اللہ کرتے وقت جو کیفیت ذکر جذبی شہودی خود بخود آئے اور چلی جائے جس حال اور کیفیت ہو اس مرید کو ابن الوقت کہتے ہیں۔ یعنی وہ ابھی وقت کا بیٹا ہے۔ پھر جب پیر صاحب کی عنایت سے اور مرید کی استقامت اور محنت سے وہ کیفیت جذب ذکر اور حال ذکر اللہ اللہ کرتے کرتے دل میں بیٹھ جائے اور گڑ جائے اور ایسی حالت ہو جائے کہ ایک لمحہ بھی ذکر دل سے نہ جائے۔ دائمی ہو جائے مرید جب چاہے اپنے دل میں اس کیفیت و حال کو پیدا کرے اس کو ابوالوقت یعنی وقت کا باپ کہتے ہیں۔ تم ابھی چونکہ ابن الوقت کے حال میں ہو۔ ابوالوقت کا حال نہیں سمجھ سکتی ہو۔ کیونکہ جب یہ کیفیت اور حال مقام ہو جائیگا تب سمجھو گی اس کے بعد یہ مجلس اللہ والوں کی برخاست ہوئی۔

۲۲۔ رمضان المبارک صبح حاضری سے مشرف ہوئے پہلے کچھ زبانی مسائل تصوف بیان فرما کر حلقہ اور توجہ میں بیٹھنے کو فرمایا توجہ ختم ہوئی تو فرمایا مکتوبات مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی قدس سرہٗ اٹھا لاؤ۔ اور پڑھو، اولیا بانو نے مکتوب جلد دوم ص ۱۹۳ پڑھا اور حاضرین نے سنا، اباجان قدس سرہ نے سن کر فرمایا مجدد الف ثانی صاحب رضی اللہ عنہ نے جو عالم مثال کی بابت فرمایا ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ خلق کے ۳ عالم ہیں (۱) عالم ارواح (۲) عالم مثال (۳) عالم اجساد مثال کا عالم عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان ہے۔ یعنی دونوں عالموں ارواح اور اجساد کے بیچ میں ایک برزخ ہے پردہ ہے اور آئینہ ہے۔ جس میں عالم ارواح کی نورانیت اور حقیقت کا عکس پڑ رہا ہے۔ عالم ارواح بالکل نور ہی ہے اور عالم اجساد جو کثیف ہے اس کی کثافت بھی عالم مثال میں پڑتی ہے تو اس مقام عالم مثال میں نور کے ساتھ جو عالم ارواح کا ہے کثافت کے مل جانے سے اشکال شکلیں پیدا ہوگئی ہیں۔ قرآن مجید جو کلام الٰہی ہے وہ بھی نور صرف ہی تھا۔ عالم مثال میں آکر حروف پیدا ہوگئے ہیں اسی طرح تمام انسانوں کی صورتیں شکلیں عالم مثال میں ایسی ہی ظاہر ہوتی ہیں جیسے آئینہ میں باہر کی صورتیں اور شکلیں ظاہر ہوتی ہیں، وہ آئینہ کی ذاتی صورتیں نہیں ہوتیں عکسی صورتیں اور شکلیں ہوتی ہیں۔

فرمایا عالم مثال تمام عالموں سے چوڑا اور فراخ ہے (جو عرش مجید کے اوپر ہے) جو کچھ چھپی اور ظاہری عقلی باتیں سب عالموں میں ہیں۔ ان کی شکل و صورت عالم مثال میں ہے۔

اطلاعات

اعلیٰحضرت عظیم البرکت شیخ طریقت
شمس الملت قبلہ عالم سید حافظ
الحاج حضرت نور حسین شاہ صاحب،
مدظلہ العالی علیپوری کا حویلیاں میں

وُرُودِ مسعُود

مورخہ ۱۲-۱۳-۱۴ جولائی ۱۹۶۳ء کے سالانہ
عرس مبارک خانقاہ شریف محبوب آباد (حویلیاں ضلع ہزارہ)
کا آنکھوں دیکھا حال۔ رحمت جب کسی بے آب و گیاہ سرزمین
کو مرجع خلائق بنانا چاہتی ہے تو سب سے پہلے اس میں اپنے
محبوبوں کا وُرُود مسعود لازم قرار دیتی ہے۔ ظلمات سے
نور کا ظہور بے جان سے جاندار کا اظہار اور اندھیروں
سے روشنی کا ہیبار دو متضاد کیفیتیں ہیں۔ جن کی
وجہ سے باطل کا امتیاز ہو سکتا ہے نور ایک ایسی
حقیقت ہے جس سے ہم اپنی تمام باطنی تاریکیوں کو
اُجالوں میں بدل سکتے ہیں۔ آفتاب روشنی کا ایک ایسا
منبع ہے جس کے طلوع کے بعد رات کے تمام پوشیدہ اور
مخفی اسرار کائنات پر عیاں ہو جاتے ہیں۔

(۲) سرزمین ہزارہ جسے علوم و معارف کے اعتبار
سے سنگلاخ خطہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اپنے
اندر کچھ ایسے مخفی خزانے بھی نہاں رکھتی تھی جن کے اظہار کیلئے
کسی درویش حق آگاہ کی عرصہ دراز سے اشد ضرورت محسوس
کی جا رہی تھی جو مکمل طور پر سرچشمہ علوم و معارف ہو کر
اہل دل کے دلوں پر حکمرانی کرتا اور علق خدا کو اس مادی دور
میں ان کے ایمانوں کی حفاظت کے لئے چوکنا رکھتا چلا جائے
چنانچہ رب کریم نے سرزمین ہزارہ کو یہ سعادت بخشی کہ
حویلیاں جو پہاڑوں اور میدانوں کے درمیان خوشگوار
مقام اتصال ہے اسے ملک اور بیرون ملک کے عقیدتمندوں
کی اصلاح عمل، اصلاح روح، اصلاح عقائد، اصلاح
اخلاق کے لئے مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی چنانچہ اسی سلسلہ
کی یہ چودھویں کڑی یا چودھواں سالانہ عرس مبارک
تھا۔ جس میں ملک کے برگزیدہ مشائخ عظام و مشاہیر علمائے
کرام نے شرکت فرما کر اس بات کی تائید کر دی کہ حضرت
علامہ الحاج ابو مسعود سید محمود شاہ صاحب محدث
ہزاروی سجادہ نشین دربار عالیہ محبوب آباد ایک بے مثل
اور بے مثال مشن کی کامیابی کے لئے سرگرم عمل ہیں کیونکہ
نہ ہو بت شکنی محمود کی پرانی رسم ہے دیگر ان کی کامرانی
اس طرح ان پاک نفوس کے مقدس قافلے کی آمد سے
اور بھی عیاں ہوگئی جو علی پور سیداں شریف سے بذریعہ
کار محبوب آباد وارد ہوئے اس قافلہ کے قافلہ سالار
اعلیٰحضرت شمس الملت شیخ المشائخ قبلہ پیر سید
دحافظ الحاج سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ سجادہ نشین

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امیر الملت قبلۂ عالم محدث علی پوری رضی اللہ عنہ تھے ان کے ہمراہ الحاج حضرت سید حافظ نذر حسین شاہ صاحب مدظلہ اور حضرت سید حافظ الحاج سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ کے ہر دو صاحبزادگان عالی مقام قبلہ سید حافظ افضل حسین شاہ صاحب اور حضرت سید حافظ اشرف حسین شاہ صاحب مدظلہم تشریف فرما ہوئے۔

(۳) عرس شریف کی تقریب کے آغاز ہی میں ان کے ارشادات عالیہ سے عوام الناس نے استفادہ کیا آپ کے بیان میں اہلبیت اطہار اور اصحاب کبار کی تعظیم اور ان کے ادب کا حکم نمایاں پہلو رکھتا تھا دیگر اہم مسائل پر بھی آپنے دل کھول کر بیان کیا اور اپنے جدِ امجد محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے اس فیض مسلسل و متواتر کی تعریف میں رطب اللسان رہے ان کے بیان سے حضرت قبلہ محدث ہزاروی بہت خوش ہوئے اور اعلیٰ حضرت قبلہ سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ دامت برکاتہم العالیہ کے دستِ حق پرست سے خانقاہ شریف میں صاحبزادگان کی دستار بندی کرائی جب صاحبزادگان کی دستار بندی ہو رہی تھی تو ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا اعلیٰ حضرت امیر الملت رضی اللہ علیہ بہ نفس نفیس اس محفل پاک میں تشریف فرما ہیں۔ اس وقت مسجد مسجد نور تھی گویا کہ اس میں حضرت شمس الملت قبلہ سید نور حسین شاہ مدظلہ العالی تشریف فرما تھے جو جانشین امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ تھے اور یاران طریقت کی آمد آمد سے خطہ محبوب آباد گویا علی پور شریف ضلع سیالکوٹ کا عکس جمیل تھا ہر لمحہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ذکر حق کی لطیف اور ولولہ انگیز آواز فضا میں گونجتی ہوئی کل عالم بسیط پر چھا جاتی رہی۔ پہلے روز کی محفل کمال خوبی سے اختتام پذیر ہوئی پہلے روز کی تقریب میں حضرت شمس الملت قبلہ سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ کی صدارت میں نورِ چشم خاندانِ شاہ جماعت سید حافظ افضل حسین شاہ صاحب صاحبزادہ سید حافظ الحاج قبلہ اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم کی تقریر ہوئی اور لاہور کے عقیدتمندان نے خانقاہ شریف پر غلاف اور سبز سائبان کے ہدیے پیش کئے جنہیں ہزاروں اشکبار آنکھوں نے مزارات مقدسہ پر پیش ہوتے دیکھا۔ قبولیت تو اس سے واضح ہے کہ اس پر شکوہ رسم کی ادائیگی میں حضور پُر نور قبلۂ عالم اعلیٰ حضرت شمس الملت قبلہ حافظ الحاج سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی پیش پیش تھے۔ حلقۂ ذکر اور سلام و قیام اور سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتوں سے بیدار بختوں کی بیداری سے رات رات نہ رہی اور انہیں معراج کی برکتیں نصیب ہوئیں ان کے مرشد پاک ایک وسیع دائرے کے درمیان کھڑے فرزندانِ طریقت کو ہدایات دے رہے تھے اور دائرہ اپنے محور کے گرد اپنا دور پورا کرتا چلا جا رہا تھا وہ بڑی ہی پر کیف ساعتیں تھیں جن میں ایک درویش حق آگاہ اپنے فرزندان طریقت کو حق سے آگاہ کر رہا تھا رات کی منازل طے ہوئیں اور صبح کا نور طلوع ہوا محفل عرس کی یہ دوسری مجلس کمال روحانی انوار کا منظر تھی علی الصباح ہی نعت و سلام کے گجرے

عقیدت کے پھول دربارِ رسالت میں پیش کئے گئے جس کے بیان کا حق قلم ادا نہیں کر سکتا۔ محفل کے آغاز کو ابھی دو ہی گھنٹے گزرے تھے کہ حضرت مولانا پروفیسر خوشی محمد صاحب لاہور والے ہزاروں خوشیوں کا سامان لئے میدانِ عمل میں آ اترے۔ آپ کی آمد سے دلوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ فضا نعرۂ تکبیر سے بھر آ گئی اور علامہ خوشی محمد صاحب سراپا خوشی بن کر اس مقدس مجمع میں تشریف لے آئے آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی بے مثل تعریف کے ساتھ ہی شیرِ خدا کی شجاعت کے واقعات سنائے جو آج بھی ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں اور آپ کے علمی نکات سے اہلِ علم نے ایک کیف محسوس کیا اور اہلِ درد، درد آشنا ہوئے۔

(۴) پروگرام کے تحت اگرچہ اعلیٰ حضرت خلیفہ مجاز بر چہار سلاسل طریقت قبلہ محدث ہزاروی کی تقریر کا اہتمام نہ تھا مگر ہر مقرر کے تعارفی خطبہ میں ایک جامع مضمون ارشاد فرما دیتے تھے۔ آپ کا مضمون علم و حکمت کے کمالات کو ایک مختصر سے وقت میں اہلِ دل کے قلب پر نقش کر دیتا تھا۔ آپ اپنے بے شمار عقیدت مندوں کے مجمع عام میں تعظیم صحابہ اور ادب اہلِ بیت کی تلقین کرتے رہے اور اس قدر جامعیت سے ارشاد فرمایا کہ لوح دل و دماغ پر سنہری حروف میں نقش ہو گیا۔ اور شیخ طریقت کے لفظ لفظ پر بزم طریقت کو وجد آ رہا تھا۔ جب تقریر کے لئے حضرت علامہ شاہ عبد القادر صاحب گیلانی خطیبِ اعظم راولپنڈی تشریف لائے تو ایسا معلوم ہوا گویا قدرتِ الٰہی اور طاقتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت سے ہمیں نوازا جا چکا ہے۔ آپ ایک شعلہ بیان مقرر ہیں اور سرزمین پوٹھوہار کے باشی ہونے کے باوجود اردو کی فصاحت و بلاغت میں اپنا ثانی ہندوستان میں بھی نہیں رکھتے ان کے وجود سے اردو کو فروغ حاصل ہے۔ وہ اور انکی زبان اردو پورے شباب پر ہیں۔ علمی نکات کے بیان کے ساتھ ساتھ برمحل اشعار کا ترنم پھولوں کے ہار میں موتیوں کی مانند تھا۔ آپ نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیع مضمون پر سیر حاصل محققانہ تقریر فرمائی۔ آپ نے ایک مخصوص انداز تکلم سے مخصوص پیرائے میں اپنے بیان کو تکمیل بخشی اور حضار سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔

(۵) اور آخر بھی کہہ دیا جائے تو بجا ہے کیونکہ جس طرح بے مثال انبیاء کرام کی تمام تر خوبیاں درجۂ کمال تک پہنچیں اور بے مثل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ظہور ہوا۔ اسی طرح آج کے وارث الانبیاء علمائے حق کی تقاریر اپنے مجموعی اثر سے کافی خیال انگیز تھیں مگر دل کی دھڑکنیں گذری رات سے گجرات سے آنے والے سومنات شکن مجاہد کی پکار میں تھیں جو باطل کے سومنات پر اپنے ایمان کی آہنی گرز سے بجلی کی مانند کوند کوند کر اسے نیست و نابود کر دے۔ اپنے دور کا یہ غزنوی تیسرے یوم کو یوم محشر بنانے کا سبب بنا اور اس جگر گوشۂ رسول نے کونسا ایسا موضوع ہوگا جسے زیر بحث نہ لایا ہو۔ آپ کا اسم گرامی محمود ہے۔ اور آپ اسم بامسمیٰ ہاشمی ہیں دورِ حاضر کے تقاضے

کو لپوڑا کرتے چلے گئے آپ کی تقریر کو اس اعتبار سے اور بھی سراہا گیا کہ آپ نے مملکت پاکستان سے والہانہ عقیدت کا اظہار کیا۔ آپ کی تقریر میں ہر مکتب فکر کے لوگوں کے لئے مواد ملتا تھا کیونکہ آپ نے فکر اقبال کی روشنی میں اپنی تقریر کو اقبال بخشا اور حاضرین نے اس کی قبولیت کے لئے دامن بڑھایا۔ حضرت العلامہ السید محمود شاہ گجرات نے ایک سبق آموز انداز تکلم اختیار فرمایا۔ اور گفتار کے اس بیش قیمت ہار کو کلام اقبال کے اشعار کے موتیوں سے پروتے چلے گئے ادھر ہار پروتے چلے گئے ادھر دل پروتے چلے گئے ادھر دل قربان ہونے لگے ادھر دل چھلنی ہونے لگے شاہ صاحب موصوف نے مجمع کے رد پر جال دائی عکرائی کی آپ کے دیگر موضوعات سے زیادہ عیاں اور نمایاں مضمون اہل بیت اطہار کے ادب اور اصحاب کبار کی شان میں اس قدر انفرادیت رکھتے تھے کہ اگر ان کی تقریر کو حاصل عرس کہا جائے تو حق ہے کیونکہ آپ نے ملک سے بے لوث محبت کرنے کا جذبہ ابھارا آپنے خداوند قدوس کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر جمات گزنا سے کام لیا۔ آپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم کی سیرت مقدسہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے ایک واضح دستور العمل بتایا۔ آپ نے اہل بیت اطہار کے ادب کا ایک ایسا اصول بتایا جس سے انسان صبر ورضا کا پیکر بن جائے آپنے اصحاب کبار کی تعظیم کے لئے ہزاروں دلوں کو مسخر کیا۔ آپ نے اولیائے کرام کی قوتوں سے اسلام کے پرچار کے ایسے واقعات سنائے کہ عقل سلیم نے اقرار کے جھنڈے گاڑ دیئے آپنے پانچ گھنٹوں میں ماضی حال اور مستقبل کو یک جا جمع کرکے اصلاح احوال کی تلقین فرمائی وہ اپنی جادو بیانی میں اپنا ہمسر نہیں رکھتے وہ خاندان نقشبند کے خلیفہ مجاز ہونے کے سبب سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیض سے بھی مستفیض ہیں۔ اور خاندان ختم الرسل اور جگر گوشہ ہونے کے باعث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کرم سے منسلک اہل سنت والجماعت کی بقا اور احیا

یہ فضیلت علم کی مثال دیتے ہوئے آپنے فرمایا معلم الملکوت سے بڑھ کر کسی کا باعتبار علم سوہر بڑھ جانا ممکن نہیں۔ مگر اعمال زہد و ریاضت سب کچھ غارت ہوجانے کی علت کیا تھی صرف یہی تھی تا کہ اس نے علمی اور دینی غرور و تکبر کی وجہ سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے سامنے تعظیم کے لئے سر نہ جھکایا اس لئے قابل تعظیم و تکریم ہستیوں سے کبھی منہ نہ موڑنا چاہیئے۔ مبادا کہ اسی جرم کی سزا ابھی نہ ہی ہو۔

غرض اجتماع محمود دین کے اس پر کیف دور میں فضاء احسنت احسنت پکار رہی تھی۔ اور بزم طریقت اپنے شیخ و مرشد سومنات شکن محمود علامہ محمود شاہ صاحب گجراتی پر حبیب کے موتی نچھاور کر رہی تھی۔ اور پاکستان کے طول و عرض سے آئے ہوئے عقیدتمندوں کی حالت پر کیف تھی۔ اور یہ سب کچھ حضرت سراپا نور و برکت حضرت شمس الملت قبلہ سید حافظ الحاج سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین

علی پوری کی زیر صدارت ہوا۔ اور ان ہی کی فیوض و برکات کا کرشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہما پایہ اہل اسلام پر دائم قائم رکھے۔

(۶) حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھرہ لاہور۔ حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن صاحب سجادہ نشین آلو مہار شریف۔ حضرت سید محمد کرم حسین شاہ صاحب سجادہ نشین بھیرہ، بہی تار غیبی دوسری جگہ متعین و مشتہر ہونے کی وجہ سے تشریف لانے سے معذور رہے۔

(۷) مندرجہ ذیل حضرات کس قدر خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس چودھویں سالانہ محفل تبلیغ و ذکر کے موقعہ پر دستار خلافت پائی اور دین و ملت کی خدمت کے لئے ماذون ہوئے :-

(۱) حضرت علامہ السید شاہ عبدالقادر صاحب جیلانی
(۲) کیپٹن شاہین صاحب قادری گجرات
(۳) حاجی محمد دین صاحب ضلع راولپنڈی
(۴) رسالدار میجر محمد زاہد خان صاحب جوہر آباد
(۵) قاضی محمد شبیر صاحب قادری اچھرہ لاہور
(۶) سرباز خان صاحب قادری ہنگو حال کراچی
(۷) محمد شفیع صاحب کوہاٹی حال کراچی۔

مندرجہ ذیل حضرات نے امیر حلقہ ہونے کی سعادت پائی :-

(۱) خان محمد ایوب خان صاحب قادری محمودی چک ۳۲ سرگودھا۔
(۲) صوبیدار ملک محمد صادق صاحب چک ۵ بھلوال
(۳) صوبیدار محمد عجائب خان صاحب قادری محمودی ضلع راولپنڈی
(۴) جمعدار چودھری غلام رسول صاحب قادری لائلپور
(۵) صوبیدار غلام علی خان صاحب قادری محمودی پنڈی کیمپ
(۶) جمعدار محمد اکبر صاحب قادری محمودی چک ۷ بھلوال
(۷) جمعدار فضل داد صاحب راولپنڈی
(۸) سید ارشاد حسین صاحب حسنین آباد۔ لاہور
(۹) سید اشرف علی شاہ صاحب رحمان پورہ لاہور
(۱۰) چوہدری ڈاکٹر عبدالوحید صاحب۔ رحمان پورہ لاہور
(۱۱) محمد جعفر صاحب بائی ضلع کیمبل پور
(۱۲) امیر احمد صاحب ہیڈ کلرک پنجاب کیڈٹ کالج حسن ابدال کیمبل پور
(۱۳) سلطان محمود، حسن ابدال کیمبل پور
(۱۴) حبیب خان صاحب منرال نیڑ دادن خان
(۱۵) نور حسین صاحب نور پور ستھی ضلع جہلم
(۱۶) عبدالغفار قادری حسین آباد۔ لاہور
(۱۷) راجہ زمان علی خان صاحب کھلہ ضلع مظفر گڑھ

لائلپور میں حضرت امیر ملت رح کا سالانہ عرس شریف

۲۳۔ اگست بروز جمعہ حاجی صوفی محبوب علی خاں صاحب جماعتی نقشبندی کے مکان پر اعلیٰ حضرت جوہر الملت فقیہ اعظم علامہ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی کی زیر صدارت، جملہ یاران طریقت لائلپور کے اہتمام و انصرام سے ایک عظیم الشان جلسہ عرس شریف، قیوم زماں یکتائے

دوران حضرت امیر ملت مولانا الحاج پیر سید حافظ جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ منعقد ہوا۔ پروگرام کے مطابق قرآن خوانی و ختمات مثل ختم معصومیہ و مجددیہ و خواجگان کے پڑھے گئے اور ایصال ثواب کیا گیا نماز مغرب کے بعد حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری نے ایک ایمان افروز تقریر فرمائی جس سے حاضرین کے قلوب زندہ ہو گئے ماشاء اللہ تقریر سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ صاحب عرس شریف خود تقریر فرما رہے ہیں۔ تقریر کا موضوع ایصال ثواب تھا اپنے مسلک کو ثابت کرتے ہوئے منکرین کا نہایت متانت اور سنجیدگی سے مدلل رد فرمایا۔ تقریر کے بعد اہل خانہ نے حاضرین کو پر تکلف کھانا کھلایا۔ ختم شریف کے طعام میں ممدوح الصدر نے خود اپنی جیب سے مبلغ دس روپے عطا فرمائے اور آئندہ لائل پور کی انجمن غلام الصوفیہ کا رکن بننے کا وعدہ فرمایا۔ قرآن خوانی و ختمات میں حضرت مولانا الحاج اللہ دتہ صاحب نے قیادت کی اور نعت خوانی عاشق رسول جناب شیخ انتخاب احمد صاحب نقشبندی نے کی۔

اقبال نگر ضلع منٹگمری میں سالانہ

عرس مبارک

۷-۸ اکتوبر مطابق ۱۸ جمادی الاول بروز پیر منگل سالانہ عرس شریف زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین قطب الاقطاب غوث الاغواث امام ربانی محبوب سبحانی حضور پر نور اعلیٰ حضرت قبلہ عالم غریب نواز، پیران پیر دستگیر محدث و مجدد امیر ملت مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ کا حسب ماضی مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پوری مدظلہ العالی کی صدارت میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں (۱) آفتاب علم و عرفاں، مولانا الحاج علامہ جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی (۲) دانائے طریقت مولانا الحاج حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی (۳) رئیس المتکلمین بدر الملت مولانا الحاج پیر سید حافظ قادری بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ (۴) گوہر سیادت جناب مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین صاحب مدظلہ، (۵) مولانا غلام رسول صاحب گوہر ایڈیٹر انوار الصوفیہ" قصور (۶) مولانا حکیم خوشی محمد صاحب سیکرٹری لنگر دار العلوم جماعتیہ اقبال نگر وغیرہم تقاریر فرمائیں گے۔ اور جناب صوفی حاجی محمد دین صاحب قصوری اور جناب محمد حسین صاحب گلفروش وزیر آبادی نعت خوانی کریں گے۔

(غلامان غلام خوشی محمد جماعتی)

مدینۃ المنورہ میں حضرت امام مجدد و منور الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا

عرس مبارک

حسب سالہائے ماسبق نیاز مند کے زیر اہتمام امسال بھی بتاریخ ۱۰ ماہ صفر زیر صدارت با کمال حضرت

حضرت معین الملت صاحبزادہ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب قبلہ نقشبندی مجددی جماعتی عرس شریف حضرت امام ربانی غوث صمدانی مجدد و منور الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز منایا گیا۔ حاضرین مجلس میں شرفاء و علماء مدینہ منورہ کے علاوہ ریاست میسور کے کثیر حجاج اور ہندوستان و پاکستان کے بھی بعض حجاج نے شمولیت کی، فاتحہ بروح حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عالم العلامہ عارف باللہ قاری محمد ابراہیم الشیخ الطریقت نقشبندیہ مجددیہ حفظہ اللہ تعالیٰ نے مناقب شریف حضرت امام عالیمقام، الممدوح میں مصنفہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا کچھ حصہ سنایا اور کچھ حصہ حضرت عالم باعمل الشیخ الطریقہ قادریہ مولانا علاؤ الدین البکری زاد لقاء نے سنایا، درمیان میں عربی و اردو میں قصائد جناب محمد حسین رمزی صاحب نے پڑھے، بعد فاتحہ تمام پڑھائی وما حضر طعام کا ثواب حضرت امام ذو الاحترام کی روح کو بخشا گیا۔ ختام مسک حاضرین کی ضیافت روٹی، کدو و گوشت کا قورمہ، پلاؤ و مدنی فواکہات یعنی تازہ رطب (کھجور) اور انگور وغیرہ لوازمات سے کی گئی۔

نیاز مند احقر العباد

بخشی مصطفٰے علی خان نقشبندی جماعتی مہاجر مدینہ منورہ

خوش خبری

زبدۃ العارفین۔ قدوۃ السالکین مولانا الحاج حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی سات ماہ مدینہ منورہ قیام فرمانے کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ سے انوار و تجلیات سے قلب و روح کے روحانی و عرفانی تاثرات کو تاباں و درخشاں کئے ہوئے علی پور شریف واپس تشریف لے آئے ہیں۔ ادارہ "انوار الصوفیہ" جناب پیر صاحب کی خدمت بابرکت میں روحانی، سیرانی اور عرفانی معراج کے حصول پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ آپ ۳۰۔ اگست کو چند دنوں کے لئے مری تشریف لے جائیں گے۔

سالانہ ختم شریف علی پور شریف

علی پور شریف میں زبدۃ العارفین۔ قدوۃ السالکین قطب زماں، غوث دوراں، پیر اعظم حضرت امیر ملت مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ کا سالانہ ختم شریف ۳۰۔ اگست مطابق ۱۳۸۲ ربیع الثانی ۱۰۔ ربیع الثانی بروز جمعۃ المبارک کو سالانہ ختم شریف کی محفل منعقد ہوئی۔

ضروری اطلاع

جملہ قارئین رسالہ کی خدمت میں عرض ہے کہ کاغذ کی شدید گرانی کے باعث بامر مجبوری رسالہ کا حجم کم کیا جا رہا ہے۔ اس لئے مضامین نگار حضرات جو مضمون بھی برائے اشاعت تحریر کریں وہ جامع اور مدلل ہونے کے باوجود مختصر بھی ہو، جو ایک ہی اشاعت میں نکالا جا سکے۔ اور حلقہ ذکر اور اعراس و ختمات کی اطلاع دینے والے حضرات بھی ہماری مجبوریوں کا غور

خیال فرمالیا کریں کہ جو اطلاعات اور مضامین اشاعت ہذا میں شامل نہیں ہوتے وہ آئندہ اشاعت میں ضرور شائع ہوں گے۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ اشاعت کے لئے ہر مضمون انگریزی ماہ کی بیس تاریخ تک دفتر میں پہنچ جانا لازمی ہے۔ جو مضمون اس کے بعد آتا ہے وہ آئندہ اشاعت کے لئے رکھا جاتا ہے۔ (گوہر)

مقام رکھتے ہیں جن کا نام نامی خواجہ عزیز چشتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بڑی تمنا و دعا کے بعد فرزند نرینہ عطا کیا ہے اس کا نام انہوں نے اپنے مرشد طریقت کے ارشاد سے ابوذر ثانی رکھا ہے۔ ادارہ "انوارالصوفیہ" ان کی خدمت میں ہدیۂ مبارک پیش کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوزائیدہ کی عمر طویل کرے۔ آمین۔

(غلام رسول گوہر)

دوستوں کی یاد فرمائی کا شکریہ

اے میرے محترم و مکرم دوستو!

حضرت مولانا صابر براری، حضرت مولانا قمر یزدانی حضرت مولانا خواجہ عزیز چشتی، حضرت مولانا ہمدم صاحب، حضرت مولانا عبدالوہاب زاہد چشتی آپکے خلوص و محبت سے لبریز اور نور افشاں خطوط اس عاجز و مقصر کو ملتے رہے ہیں۔ آپ حضرات کے حق میں غائبانہ دعا کرتا رہتا ہوں اور شکریہ بھی، بجواب تحریر نہ کرنے کی یہ وجہ نہیں ہے کہ آپ حضرات کی طرف میرا التفات کم ہوگیا ہے۔ بلکہ بعض خانگی معاملات و حالات کی ناسازگاری اور گرمی کی شدت اس کا موجب ہوئی ہے۔ جملہ احباب کا ان سطور کی وساطت سے یاد فرمائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آئندہ جواب لکھنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ (طالب دعا ناچیز غلام رسول گوہر)

نوزائیدہ

میرے محب خاص جن کو میرے ساتھ یا مجھوان کے ساتھ ایک خصوصی نسبت حاصل ہے اور جو زمرۂ صحافیاں وادیبان اور شاعران میں اپنا ایک

اخبار آستانہ عالیہ علیپور شریف

صاحب سجادہ جناب معلی القاب، عمدۃ العارفین، امام العاشقین مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم، یارانِ طریقت کوئٹہ کی پیہم التجاؤں اور درخواستوں کو قبول فرماتے ہوئے، کوئٹہ تشریف فرما ہیں۔ مولانا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب اور مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب و مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب و جملہ صاحبزادگان والا شان علی پور شریف رونق افروز ہیں۔ حضرت مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب علاقہ کیمبل پور میں یارانِ طریقت کی روحانی و عرفانی تعلیم و تربیت میں مشغول ہیں۔ وہاں کے ہزاروں یار حاضر خدمت ہو کر طریقت کے دُر ہائے گرانمایہ سے دامنِ عقیدت کو پُر کر رہے ہیں اس سے قبل آپ نے یارانِ راولپنڈی اور کاکول کو اپنے انفاس قدسیہ سے سیراب فرمایا۔ ادارہ دعا کرتا ہے کہ یہ گلشن طریقت تا قیامت شاداب رہے

رشحاتِ قلم شناورِ بحرِ طریقت حضرت معین الملت مولانا الحاج
• پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ علی پوری •

اقوالِ قدسی

سرورِ کونین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی اشاعت میں اُن قدسی نفوس کا سب سے بڑا حصہ ہے جو شریعت اور صداقت و حقیقت کی راہ پر گامزن رہے اور خواہشات نفسانی کی بیجا پیروی سے ان کا کام انسان اور انسانیت کی درخشندگی تھا اور ان کی زندگیاں بلالحاظ مذہب و ملت ہر انسان کے لئے رحمت و طہارت کا موجب تھیں۔ ان کے آستانوں پر جن و انسان اور شاہانِ زماں نے زانوئے ادب بچھایا اور سر جھکایا۔ ساری دنیا میں بالخصوص سرزمین پاک و ہند، انڈونیشیا و چین میں پیرانِ عظام اور علمائے ربانی ہی سے رہا۔ لہٰذا قارئین کرام کے سامنے ان بزرگوں کے اقوالِ قدسی پیش کئے جا رہے ہیں۔ صراطِ مستقیم کی تلاش میں ہم کو بہت کچھ مدد صوفیائے کرام اور علمائے ربانی کی تحقیقات اور اس کے تتبع سے مل سکتی ہے۔ اس لئے کوئی شخص ذاتی فکر اور ذاتی حکمت، اور ذاتی سعی سے اپنی اصلاح نہیں کر سکا۔ لہٰذا ہمیں میدانِ علم و حکمت و عروجِ انسانیت کے لئے ان بزرگوں کی تعلیم و تربیت اور اقوالِ قدسی کی روشنی میں بادیہ پیمائی کرنے کی ضرورت ہے۔

=

(سید حیدر حسین شاہ علی پوری)

(۱) صدقہ فقیروں کے سامنے عاجزی سے باادب پیش کرو کیونکہ خوشی دلی سے صدقہ دینا قبولیت کا نشان ہے۔ (۲) وہ علماء حق تعالیٰ کے دشمن ہیں جو امراء کے پاس جائیں اور وہ امراء حق تعالیٰ کے دوست ہیں جو علماء کے پاس جائیں (حضرت ابوبکر صدیقؓ) (3) قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو، (حضرت عمر فاروقؓ) (4) نگینہ مہر پر یہ کندہ۔ کفیٰ بالموت واعظاً یا عمرؓ۔ اے عمرؓ نصیحت کے لئے موت ہی کافی ہے (حضرت عمر فاروقؓ) (5) جب زبان اصلاح پذیر ہو جاتی ہے تو قلب بھی صالح ہو جاتا ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ) (6) تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بری گفتار کا روح پر (حضرت عثمان غنیؓ) (7) قدرت کے باوجود معاف کرنا انتہا ہے شرافت اور انتقام میں جلدی کرنا انتہائے رذالت ہے (حضرت علی مرتضیٰؓ) (8) جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے حق تعالیٰ خود اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ (حضرت علی مرتضیٰ) (9) اپنے نیکی

بُرا جاننا بُرا ہے۔ حقیقت میں یہ خدائے پاک کے ساتھ خصومت ہے کیونکہ دراصل بُرائی اسی کو سزاوار ہے (حضرت امام غزالیؒ)
(۱۰) محتاجوں سے مال خریدنا احسان میں ہے اور صدقہ سے بہتر (حضرت امام غزالیؒ) (۱۱) بے وقوفوں کی کوشش
روایت پر ہے اور عالم کی کوشش سمجھنے اور غور کرنے میں ہے (حضرت انس بن مالکؓ) (۱۲) صوفی وہ ہے جس
کا کردار موافق گفتار کے ہو۔ تصوف ایک حقیقت ہے بے نام اور آج ایک نام ہے بے حقیقت (حضرت گنج بخشؒ)
(۱۳) خالی پیٹ شیطان کا قید خانہ اور بھرا پیٹ اس کا اکھاڑہ ہے (حضرت حسن بصریؓ) ۱۴۔ ضروری
حاجتیں دنیا طلبی میں داخل نہیں ہیں (حضرت مجدد الف ثانیؒ) ۱۵۔ نفسانی خواہشات آہستہ آہستہ
ضروریاتِ زندگی کا اہم جزو بن جاتی ہیں یہی نفسانی بدتہذیبی ہے (حضرت خواجہ محمد معصوم چشتی)
(۱۶) صاحبِ استقامت ہونا طالبِ کرامت ہونے سے بہتر ہے۔ کیونکہ کرامت کو تمہارا نفس چاہتا ہے
اور استقامت کو خدائے قدوسی (حضرت بوعلی جرجانیؒ) ۱۷۔ جس میں ادب نہیں اس میں برائیاں
ہی برائیاں ہیں (حضرت مولانا رومؒ) ۱۸۔ تواضع وہ نعمت ہے جس پر کوئی حسد نہیں کرتا (حضرت
شیخ شہاب الدین سہروردی) ۱۹۔ خوف خدا کا کوڑا ہے جو بندوں کو بے ادبی سے بچاتا ہے (حضرت
شیخ ابوالخیر نساجؒ) ۲۰۔ اگر تم اپنے دوست کی امداد یا اس کے غم کی برداشت یا دعا کرنا
نہیں چاہتے تو دوست سے اس کی حالت ہرگز دریافت نہ کرو کیونکہ یہ منافقت ہے (حضرت علی خواصؒ)
۲۱۔ اسم "اللہ" کا ذکر کرنا ہر ذکر و شغل اور عنوان سے افضل اور مفید ہے۔ (حضرت مخدوم احمد علیؒ اُفق
جھجری چشتیؒ) ۲۲۔ جو شخص اپنے آپ کو ادب دینے سے عاجز ہے وہ غیر کو ادب کب دے سکتا
ہے۔ (حضرت ابوالحسن سری بن المغلس السقطیؒ) ۲۳۔ جو شخص رات کی تاریکی میں اپنے رب کی یاد
میں محو رہا۔ اس کا نام دین و دنیا میں سورج کی مانند روشن ہوا۔ (حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہؒ)
۲۴۔ چھوٹا بھائی بڑے بیٹے سے بہتر ہوتا ہے (حضرت شیخ الاولیا صدر الدین عارف ملتانی سہروردیؒ)
(۲۵) طالب المولیٰ کو چاہیے کہ خلوت دین کی سلامتی کے واسطے اختیار کرے نہ کہ شہرت اور ناموری
کے واسطے۔ کیونکہ اس شہرت میں آفت ہے۔ (حضرت شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین ذکریا ملتانیؒ)

"انوار الصوفیہ" کی توسیع اشاعت کیلئے کوشش کرنا آپ کا فرض اولین ہے (ادارہ)

(غلام رسول گوہر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر انوار الصوفیہ کوٹ عثمان خان قصور سے شائع کیا)

Regd. No. L. 7478 SEPTEMBER 1963

The Monthly

ANWAR-UL-SOOFIA

مکتبہ انوار الصوفیہ
کی شریعت و طریقت کے انوار سے دلوں کو جگمگانے والی کتابیں

ملفوظات امیر ملت یہ مبارک مجموعہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ اور پند و نصائح کا مرقع اور اہل سنت وجماعت کے مسلک کا مصدق و مؤید ہے۔ جملہ اہل اسلام اور خصوصاً یاران طریقت کے پاس یہ مبارک کتاب ضرور ہونی چاہیئے۔ قیمت ۲/- روپے

یاران طریقت یا پیر بھائی یہ نورانی کتاب بھی اعلیٰ حضرت امیر ملت علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان تقاریر کا دلنشین مرقع ہے جو آپ نے الحب فی اللہ کی تفسیر میں فرمائیں۔ اس میں یاران طریقت اور پیر بھائیوں کو جس طرح آپس میں رہنا چاہیئے وہ سبق اس کتاب سے پڑھیئے۔ قیمت ایک روپیہ

مجموعہ نعتیات راقب جناب راقب صاحب کی تمام پنجابی نعتیں جو بڑی مقبول اور ہر محفل میلاد میں پڑھی جاتی ہیں آجکل نایاب تھیں۔ ادارہ انوار الصوفیہ نے بڑی محنت سے ان کو تلاش کر کے ایک ہی جگہ جمع کر کے چھپوا دیا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ اور دیدہ زیب ہے۔ قیمت ۱۲/-

اربعین ضیائیہ اس میں حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف چالیس حدیثوں کا ترجمہ اور اس کی شرح ہے۔ شرح کے ضمن میں بھی کئی حدیثیں آگئی ہیں۔ یہ نورانی کتابچہ حقوق والدین اور حقوق زوجین پر خصوصیت سے بڑی تفصیل سے تبصرہ کرتا ہے۔ قیمت ۸/-

آئینہ طہارت یہ کتابچہ بچوں کے پڑھنے کے واسطے فقہ کی کتاب ہے جس میں طہارت سے متعلقہ جملہ مسائل بڑی تفصیل اور وضاحت سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ قیمت ۴/- یا ۲۵ نئے پیسے

البرہان الجلی علی نفی ظل النبی اس کتابچہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عین نور ہونے اور آپ کے سایہ نہ ہونے پر مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر اور مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور نے بڑی تفصیل سے بحث کی ہے اور منکرین کے تمام شکوک و شبہات کا مدلل جواب ہے۔ قیمت ۴/-

کتب کے متعلق جملہ مراسلات مندرجہ ذیل پتہ پر ہونی چاہیئے

مولوی ضیاء احمد منیجر مکتبہ انوار الصوفیہ کوٹ عثمان خاں قصور